لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
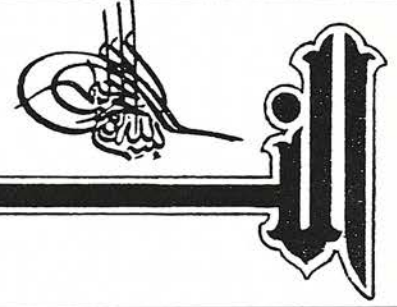
جماعتہائے احمدیہ امریکہ
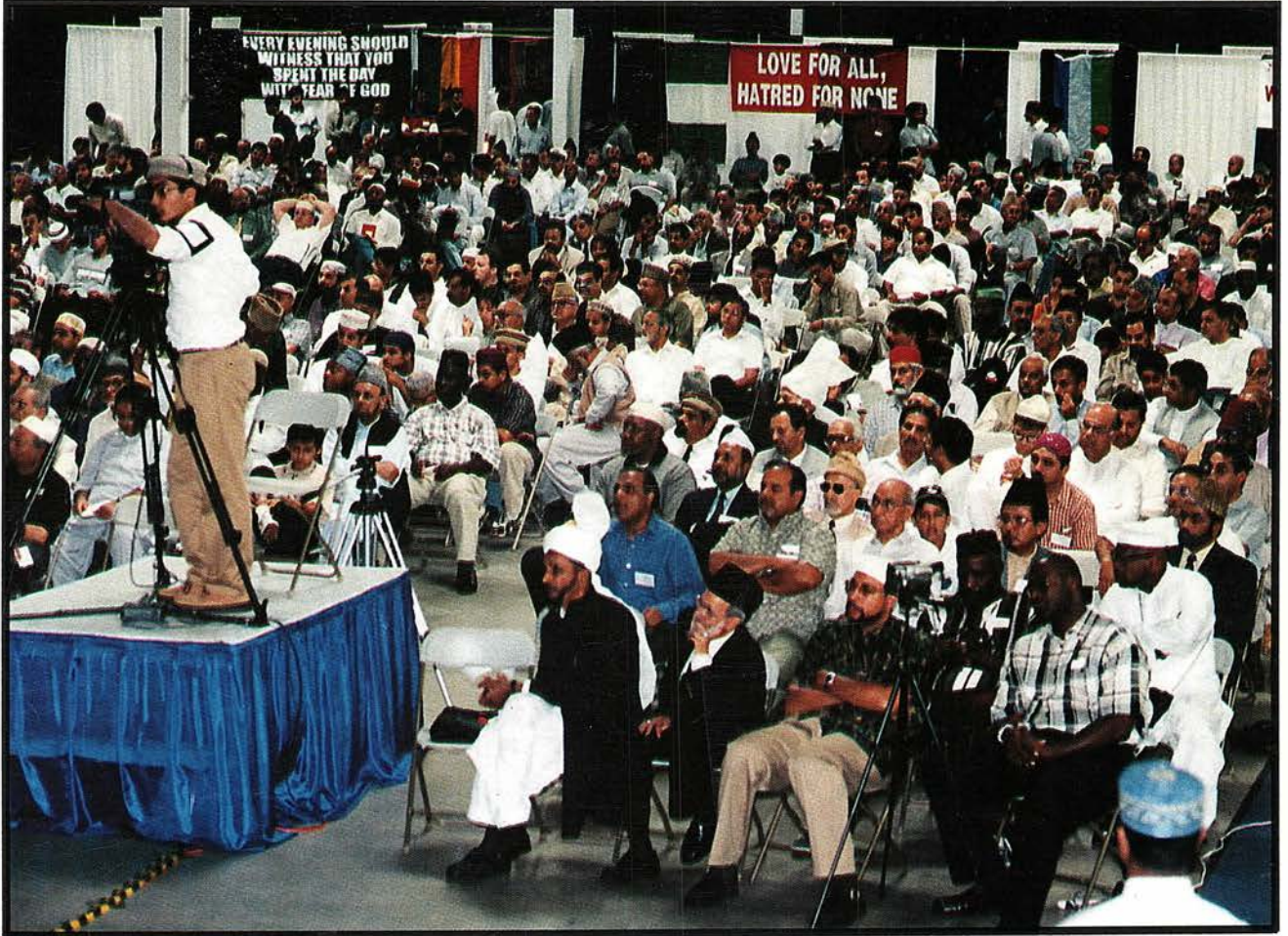
A view of Jalsa Salana, 1999

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226
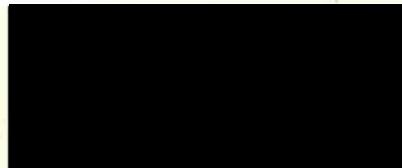
U.S. AHMADIYYA CONVENTION IN PICTURES
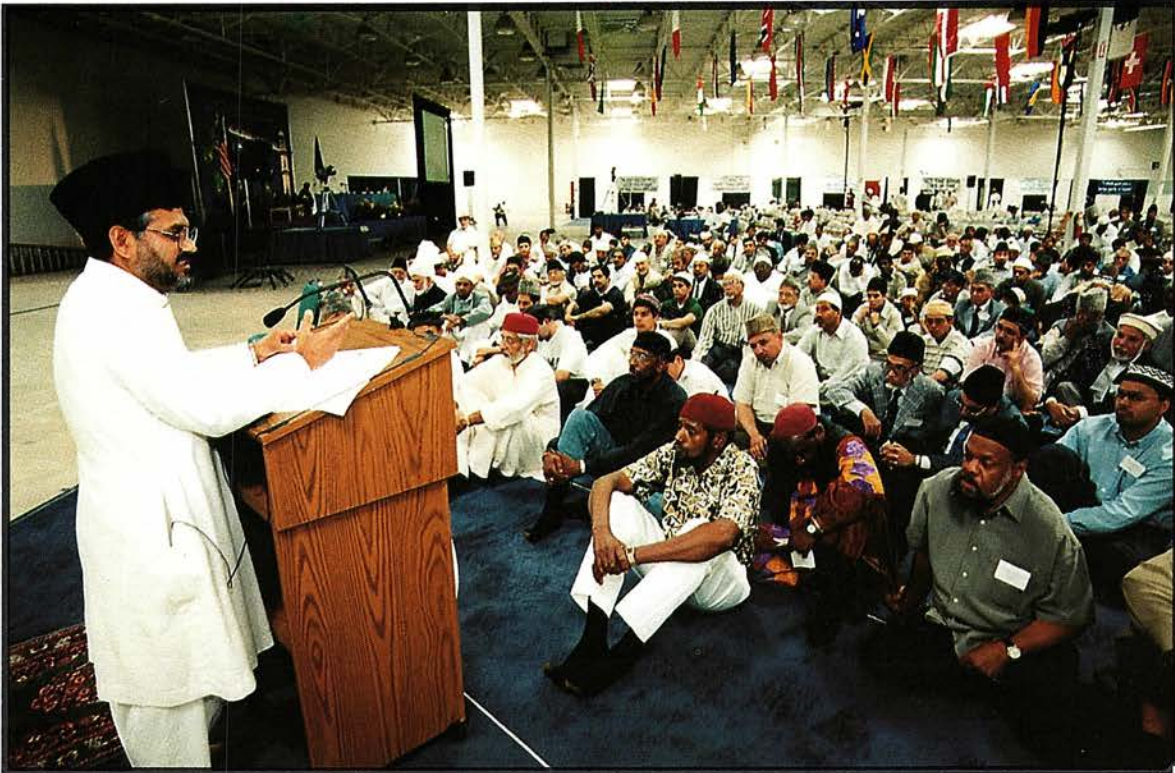
Juma sermon being delivered by missionary Shamshad A. Nasir
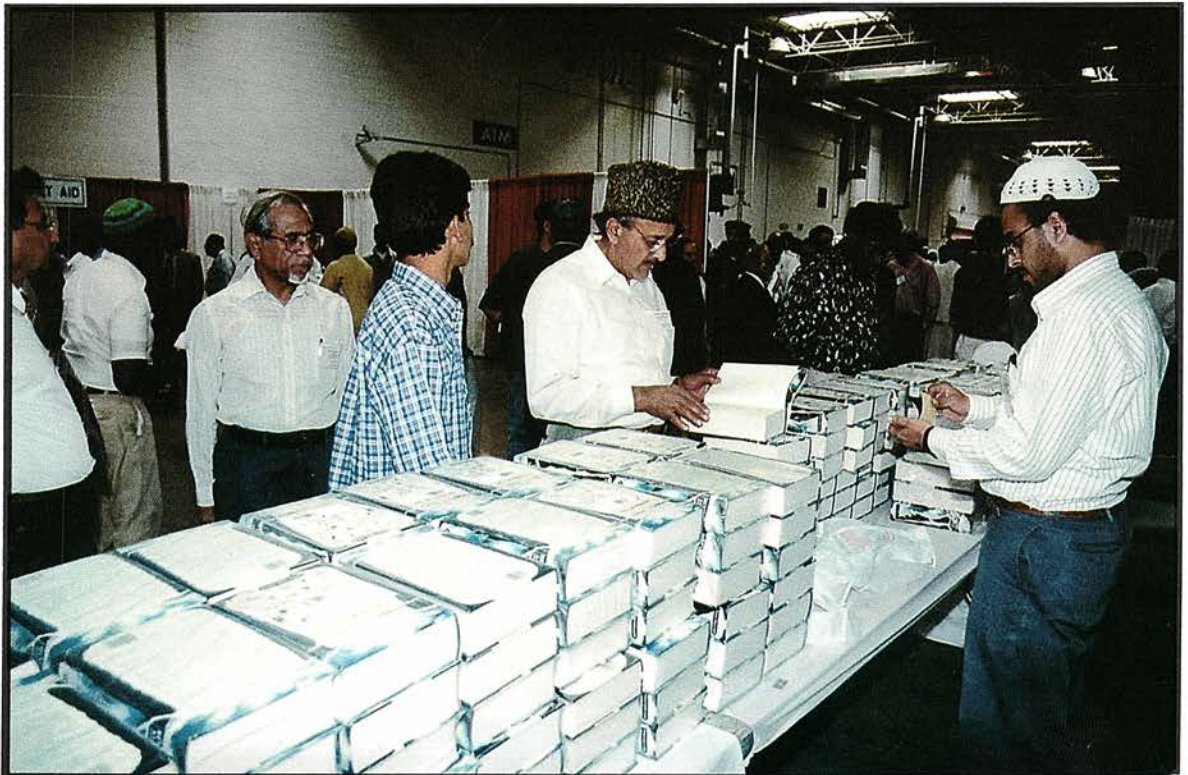
A view of the special promotion of Huzoor's book during Jalsa Salana

القرآن الحکیم
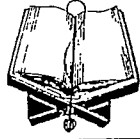
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۞ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۞

مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں، ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہوگا۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسّس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمھاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو تم اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

جولائی - اگست ۱۹۹۹ء

وفا - ظہور ۱۳۷۸ھ ش

فہرست مضامین

نگران

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد

امیر جماعت احمدیہ امریکہ

ایڈیٹر

سید شمشاد احمد ناصر

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

— عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فیمن یھجر أخاہ المسلم وبخاری کتاب الاستیذان باب السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس وجہ سے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دے اور جب ایکدوسرے سے سامنا ہو تو ایک اُدھر منہ موڑ لے اور دوسرا اُدھر۔ اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

— عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا، وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

(بخاری کتاب الادب باب ماینھی عن التحاسد و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، بے رُخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو، باہمی تعلقات نہ توڑو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے قطع تعلق رکھے۔

ارشادات عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بیخبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے“۔

(روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح صفحہ ۴۰۲)

خطبہ جمعہ

پاک اور صاف ہونے کے لئے آنحضرت ﷺ پر درود پڑھنا بہت ضروری ہے

اپنے مظلوم بھائیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو اس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور اس بات سے خدا کا شکر کریں کہ آپ کی مماثلت ظلم کرنے والوں سے نہیں بلکہ مظلوموں سے ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲؍اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۲؍شہادت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾۔

(سورة المدثر آيات ۱ تا ۵)

ابھی جو قربانیوں کی عید گزری ہے اس کا تعلق خانۂ کعبہ سے ہے۔ اُس خانہ کعبہ میں جس کے گرد یہ عید گھومتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت صحنِ کعبہ کو پاک اور صاف کیا اور آپ کو یہی حکم تھا کہ ہر آنے جانے والے کے لئے اس جگہ کو پاک اور صاف رکھو۔ اس سے دل کی پاکیزگی بھی مراد تھی اور روح کی پاکیزگی اور جسم کی پاکیزگی بھی مراد تھی۔ پس اسی تعلق میں میں نے آج ان آیات کی تلاوت کی ہے کیونکہ خانہ کعبہ کا معراج یعنی جن مقاصد کے لئے بنایا گیا ان کا معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں ظاہر ہوا اور یہ تعلیم جو ان آیات میں مذکور ہے آج بھی اسی تعلیم سے تعلق رکھنے والی ہے۔

پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر اور اپنے رب پر ہی توجہ مرکوز کر۔ وَرَبَّکَ۔ رَبَّکَ چونکہ منصوب ہے اس لئے اس میں رَبّ کے لفظ کو اہمیت دینے کے لئے اسے منصوب رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف ہی توجہ مرکوز کر اور بڑائی بیان کر، اس کی یعنی اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں کیونکہ لباس سے مراد قریبی ساتھی بھی ہوا کرتے ہیں اسی لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرمایا گیا ہے۔ تو فرمایا اپنے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں پر نگاہ رکھ۔ یہ جو ہے وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ اور انہیں پاک کر۔ یہاں نگاہ رکھ کا مضمون اسی طرح ثِیَابَکَ کے منصوب ہونے سے تعلق رکھتا ہے گویا کہا جا رہا ہے ثِیَابَکَ خیال کر اپنے ساتھیوں کا، اپنے کپڑوں کا جو تیرے ساتھ لگے رہتے ہیں وہ سب ثیاب ہیں تیرے۔ پس ان پر بھی نظر رکھ، ان پر نظر تلطف بھی رکھ

اور ان کی تربیت کی خاطر بھی ان پر نظر رکھ۔ یہ دونوں مضامین اس لفظ ثِیَابَکَ میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کو بہت پاک کر، اپنی صحبت سے، اپنے قرب کے نتیجے میں، اپنی نصیحتوں سے بار بار ان کی پاکیزگی کے ذرائع اختیار کر۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُر اور جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے اس سے کلیۃً الگ ہو جا۔ فَاهْجُر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے نعوذُباللہ مِن ذٰلك ناپاکی تھی اس کو چھوڑ دے۔ فَاهْجُر کا مطلب ہے جیسے ہجرت کر جاتا ہے انسان، کلیۃً الگ ہو جا۔ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ میں رُجز نہیں تھا۔ یہ کیسا اعلیٰ مضمون ہے جو اس کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے کہ صحابہ میں اگر رجز ہوتا تو ان سے کلیۃً علیحدگی کا حکم اور انہیں ساتھ رکھ اور پاک رکھ کا حکم اکٹھے چل ہی نہیں سکتے تھے۔ بہت ہی گہرا اور پیارا کلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کی بھی مدح کر دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح کے ساتھ۔ کہ تیرے قریب رہنے والے پاک ہی ہیں مگر اور بھی خیال کر، اور بھی پاک و صاف کر، تلطف کی نگاہیں ان پر ڈال، وہ تیرے قریب تر چلے جائیں اور جتنا قریب ہونگے اتنا پاک سے پاک تر ہوتے چلے جائیں گے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے تعلق میں میں نے آج کا خطبہ دینا ہے اور اس سلسلے میں کچھ احادیث ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ضمناً ایک بات میں یہ بھی بتا رہا ہوں کہ **مُحَرَّم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے دُرود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر مُحَرَّم کے دردناک ایام کے تصور سے دُرود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں، سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی دُرود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور مُحَرَّم کے تصوّر سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں۔**

اب میں حدیثوں میں سے پہلی حدیث بیان کرتا ہوں جو مسلم کتاب الطہارۃ سے لی گئی ہے۔
حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ (مسلم کتاب الطهارة باب فضل الوضوء)۔

اگر مومن ہو تو ظاہری بدن کی بھی پاکیزگی رکھو اور دل کی بھی پاکیزگی اختیار کرو۔ بدن کی پاکیزگی کے بغیر دل کی سچی پاکیزگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ **جتنے بھی خدا کے پیارے ہیں جو اعلیٰ مقامات تک بلند کئے گئے وہ سارے کے سارے اپنے بدن کو ضرور پاک رکھتے تھے اور بدن کی پاکیزگی کے ساتھ دل کی پاکیزگی کی طرف توجہ رہتی تھی۔** در حقیقت دل پاک ہوتا تھا تو بدن پاک کیا جاتا تھا، دل پاک ہوتا تھا تو اللہ کی آماجگاہ بنتا تھا اور جس بدن نے وہ دل سمیٹا ہوا تھا اس بدن کو پاک صاف کرنے کا خیال از خود اس کے نتیجے میں پیدا ہوتا تھا۔ تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان تین جملوں میں ایمان کا مضمون بیان فرمادیا۔ طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔

ایک حدیث ترمذی کتاب الادب سے لی گئی ہے۔ صالح ابن ابی حسان کہتے ہیں کہ میں نے سعید ابن المسیّب سے سنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاک کو پسند کرتا ہے۔ صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے۔ یعنی بہت معزز ہے اور کریم لفظ میں سخاوت بھی ہے اور عزت بھی دونوں اکٹھے پائے جاتے ہیں اس لئے کرم کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ غالباً آپ نے کہا تھا یعنی اسکے علاوہ مجھے یہ بھی یاد پڑتا ہے اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ (ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی النظافة)

اب اس حدیث نبوی ﷺ میں ایک دو باتیں وضاحت طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکی کو پسند کرتا ہے یہ تو بالکل واضح اور کھلی بات ہے لیکن صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ صاف کا کیا مفہوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو گندگی لگ ہی نہیں سکتی۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ چونکہ موجود ہے جہاں بظاہر ناپاک چیزیں بھی ہوتی ہیں لیکن اللہ کو نہیں چھو سکتیں اس کی ناپاکی کو ذرہ بھی میلا نہیں کر سکتیں۔ پس تم بھی ایسی دنیا میں سفر کرو گے ایسی دنیا میں زندگی گزارو گے کہ اردگرد ناپاکی رہے گی تم بھی خدا کی طرح اس پاکی کو، اپنے آپ کو میلا نہ کرنا۔ اور اگر یہ خیال کرو گے تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کی نقل اتار رہے ہو گے اس کی متابعت کر رہے ہو گے۔

اللہ تعالیٰ صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے اور کرم کو پسند کرتا ہے۔ دوسروں پر احسان کرو لیکن کرم کا لفظ ایسے احسان کے لئے بولا جاسکتا ہے جس میں احسان کے ساتھ اس کی عزت نفس کی حفاظت بھی پائی جائے کہ کریم وہ ہے جس کے اندر صفات حسنہ پائی جاتی ہیں اور وہ احسان ایسا نہیں کرتا کہ کسی کے اوپر اس احسان کو رگڑے اور گویا کہ ظاہر کرے کہ میں تیرا محسن ہوں۔ اللہ نے دیکھو کتنے احسان کئے ہیں بنی نوع انسان پر لیکن ان سے بے نیاز ہے کہ وہ اس کے مقابل پر کیا سلوک کرتے ہیں۔ تو کریم وہ ہے جو مستغنی بھی ہے۔ احسان کرتا ہے مگر احسان کا پیچھا نہیں کرتا تاکہ جس پر احسان کیا جارہا ہے اس کو محسوس نہ ہو اور ایسا احسان کرتا ہے کہ جس پر احسان کرے حقیقت میں وہ معزز بھی ہوتا چلا جاتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تو یہ بھی کھلی کھلی واضح بات ہے۔

اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ میرے نزدیک یہ دو جملے الگ الگ ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ یہودی صحنوں کو ناپاک رکھتے تھے۔ کہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی، تاریخ سے ثابت نہیں کہ یہود اپنے صحنوں کو گندہ رکھتے ہوں۔ مراد یہ ہے کہ تم اپنے صحنوں کو پاک رکھو کیونکہ ہر جگہ کو مسجد بنادیا گیا ہے اور مومن کے گھر کے صحن بھی صاف ستھرے اور پاک رہنے چاہئیں اگر وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے تو کسی گند کا کوئی وہم بھی نہ پیدا ہو۔ صاف ستھرا پاکیزہ ماحول ہو اور صحن ہمیشہ صاف رہا کریں۔

علاوہ ازیں یہ فرمایا ہے اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہود کی مشابہت اختیار نہ کرنے کی حکمت

یہ ہے کہ یہود نے جو جو خصلتیں اختیار کر لی تھیں جن کے نتیجے میں مغضوب بنائے گئے۔ مراد یہ ہے کہ ان سب خصلتوں سے دور بھاگو۔ کوئی بھی ایسی بات نہ کرو جس سے یہود کی عادتوں کا ایسا تعلق ہو کہ گویا اگر تم ان کی متابعت کرو گے تو یہود کی طرح تم بھی مغضوب بنا دئے جاؤ گے۔ کہ خدا کے غضب سے دور بھاگو یا یہود کی مشابہت نہ کرو دراصل یہ ایک ہی چیز کے دو اظہار ہیں۔

ایک اور حدیث حضرت ابوامامہ کی روایت ہے اور سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔ جس صفائی کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے یہ اس کی مزید تشریح ہے کہ کہاں تک صفائی پسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کہاں تک صاف رہتے تھے اور کہاں تک صفائی پسند فرماتے تھے اور کہاں تک امت کو صاف اور پاک رکھنا چاہتے تھے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اپنے ارد گرد جو اپنے قریبی ہیں ان کو بھی پاک کر اور یہ پاکی جو ہے اس کا بہترین نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی ذات میں دکھا دیا۔ پس جو بھی آپ کے قریب ہوا کرتے تھے وہ یہی نمونہ سیکھا کرتے تھے۔

فرمایا **مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے ،ربّ کی رضا کا موجب ہے** کہ اللہ تعالیٰ کو ظاہری و باطنی دونوں صفائیاں پسند ہیں۔ جس دل میں خدا بیٹھے اس کا ماحول بھی تو صاف ہونا چاہئے اس لئے فرمایا رب کی رضا کا موجب ہے۔ جبرائیل جب بھی میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سے منہ کی صفائی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ہمیشہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مسواک کرنے کی یاد دلایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی، خطرہ ہوا کہ فرض قرار دے دی جائے گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود بھی اگر امت کو کوئی حکم دیتے اور اس کا پابند کرتے تو اس میں مسواک کی پابندی بھی شامل ہوتی مگر ایسا فرض نہیں بنانا چاہتے تھے کہ کمزوروں کے اوپر وہ گناہ ڈال دے یعنی اس فرض سے جب وہ غافل ہوں تو وہ گنہگار بن جائیں۔

پس یہ حکمت تھی آپ کے رحم کی جس کی وجہ سے مسواک کو خود باقاعدگی سے کرنے کے باوجود اسے فرض نہیں کیا حالانکہ دل چاہتا تھا کہ فرض کر دیں۔ تو دل کا چاہنا اور بات ہے اور بعض حکمتوں کے پیش نظر چاہنے کے باوجود فرض نہ کرنا ایک اور بات ہے۔ پس اس حدیث میں یہی بیان ہے جب بھی جبرائیل میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی تاکید کی یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں اسے ان پر فرض قرار دے دیتا۔ اب فرض تو اللہ قرار دیا کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نہیں قرار دیا کرتے تھے مگر مراد یہ ہے کہ اللہ پر نظر رکھتے ہوئے جبرائیل کی بار بار تاکید کے نتیجے میں میں بھی یہی کام کرتا مگر وہی مشقت کا ڈر ہے کہ کہیں میری امت پر بہت زیادہ مشقت نہ پڑ جائے اس لئے میں نے اس کو فرض قرار نہ دیا۔

مگر فرماتے ہیں میرا تو یہ حال ہے کہ میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مسوڑھوں کے رگڑے جانے کا ڈر ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ و سننہا ۔ باب السواک) اور واقعۃً

مسواک سے مسوڑھے وغیرہ کافی ضرب کھاتے رہتے ہیں اور رگڑے بھی جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ خاص سمت میں مسواک کی جائے اور آنحضرت ﷺ اسی خوف کے پیش نظر کہ غلط سمت میں مسوڑھے نہ رگڑے جائیں ہمیشہ نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی طرف مسواک کرتے تھے۔اس کے نتیجے میں دانت بھی مضبوط ہوتے تھے اور دانتوں کے گرد جو گوشت ہے وہ رفتہ رفتہ اوپر چڑھتا تھا اور وہاں سے دانت کھائے نہیں جاتے تھے تو دانتوں کو مضبوط کرنے کے لئے یہ بہت ہی عمدہ نسخہ ہے۔

ایک حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے صحیح بخاری کتاب الجمعة باب السواك یوم الجمعة سے لی گئی ہے۔یعنی مسواک کا تو ہر وضو کے ساتھ تعلق ہے اگر ہو سکتا ہو، آج کل وہ مسواک تو ملنی مشکل ہے لیکن ایسے دانتوں کے برش لینے چاہئیں جو نرم ہوں۔ مسواک بھی نرم ہوتی ہے اور نرم ہونے کی وجہ سے وہ نقصان نہیں پہنچاتی۔ تو ہمیشہ نرم برش لینے چاہئیں اور ماہر ڈاکٹروں کے تیار کردہ برش لینے چاہئیں اور ان کو اس طرح حرکت دینی چاہئے کہ نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی طرف ۔اگر شروع ہی سے یہ عادت ہو کسی کو تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے دانت بڑھاپے تک بھی صحیح رہیں گے۔ لیکن اگر بچپن میں بے احتیاطیاں کی گئی ہوں،غلط طرف سے مسواک کی جاتی رہی ہو اور میں بھی برش تو ہمیشہ کرتا رہا لیکن سخت لیتا رہا اور دائیں سے بائیں بھی برش کو چلاتا رہا اور اس کی وجہ سے جو بھی نقصان دانتوں کو پہنچا ہے اسی وجہ سے پہنچا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل سے مضبوط ہیں اور اس عمر میں جو دانتوں کا حال ہونا چاہئے وہ نہیں ہوا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں ضرور انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔اس لئے یہ خیال کریں کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک اگر کر سکتے ہوں یا برش کر سکتے ہوں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو یہ بہت بہتر ہے ۔منہ کو پاک و صاف رکھتا ہے اور ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے دونوں کے لئے ضروری ہے میاں کے لئے بھی اور بیوی کے لئے بھی۔**جن کے منہ سے بدبو کے بھبھاکے آتے ہیں ان کی ازدواجی زندگی بھی تباہ ہو جایا کرتی ہے**۔اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ اختیار کریں اور اپنے منہ کو بہت ہی پاک وصاف رکھیں اندر سے خوشبو اٹھے۔ منہ سے بدبو آنے کا کوئی دور کا بھی سوال نہ رہے۔

اس تعلق سے معدے کا خیال از خود ضروری ہو جاتا ہے۔جو لوگ کھانا احتیاط سے کھائیں،رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کے مطابق کھائیں ان کے معدے سے بدبو نہیں اٹھتی نہ معدے سے بدبو انتڑیوں کے ذریعے خون میں جذب ہوتی ہے۔اگر معدے کی بدبو انتڑیوں کے ذریعے خون میں داخل ہو جائے تو یہ پھیپھڑوں میں بھی داخل ہوتی ہے اور جتنا مرضی منجن کریں بدبو ضرور آئے گی۔ پس یہ بھی ایک احتیاط ہے جس کی میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔**اپنے معدے کا ضرور خیال کریں ورنہ دانت کی مسواک بالکل بیکار جائے گی**۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جتنا کھاتے تھے، جس احتیاط سے کھاتے تھے، جس طرح چبا چبا کر کھاتے تھے اس کے نتیجے میں آپ کے منہ سے ہمیشہ خوشبو اٹھتی

تھی بدبو کبھی نہیں اٹھتی تھی جو اس بات کی گواہی ہے کہ آپ اپنے معدے کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔
حضرت حذیفہؓ کی ایک روایت بخاری سے لی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب السواك)۔ کسی لگہ قیام مراد نہیں ہے، خدا کے حضور جب تہجد کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے تو محض پانچ نمازوں میں ہی نہیں تہجد کی نماز میں بھی خیال رکھتے تھے کہ تہجد سے پہلے مسواک ضرور کیا کریں۔
ایک اور حدیث صحیح بخاری کتاب المغازی سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران عبدالرحمٰن بن ابو بکر، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یعنی حضرت عائشہ کے بھائی۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ منہ کی بو کا یا خوشبو کا آخر وقت تک خیال رہتا تھا یعنی رخصت ہونے کے وقت جو آخری سنت آپ نے پیچھے چھوڑی ہے اس میں یہ منہ کی مسواک بھی داخل ہے۔ بہت ہی دردناک اور بہت ہی پر معارف کلام ہے جس سے خوشبو کے لپکے نکلتے ہیں۔
حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریمؐ کی خدمت میں عبدالرحمٰن بن ابو بکر حاضر ہوئے اس وقت میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ یہ رخصت کا نظارہ بھی خوب ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دیئے ہوئے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ میں نے جو دیکھا تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی نظر عبدالرحمٰن پر پڑی وہ تازہ مسواک لئے ہوئے تھے، ان کے ہاتھ میں تھی تازہ مسواک۔ میں سمجھ گئی رسول اللہ ﷺ کیا چاہتے ہیں، میں نے وہ مسواک اپنے منہ سے نرم کی پھر دھو کر صاف کر کے آنحضور ﷺ کو دی تو آپ نے اس کے ساتھ منہ کو اس طرح صاف کیا کہ اس سے قبل اس عمدگی سے منہ صاف کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا۔
کس وقت کی بات ہے!؟ جب روح جسم خاکی کو چھوڑنے والی تھی اس وقت کی بات ہے۔ کہتی ہیں اتنا منہ صاف کیا کہ میں نے زندگی بھر کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس قدر احتیاط سے اپنے منہ کو صاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ یا انگلی اوپر اٹھائی اور فرمایا فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى، فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى۔ عین آخری لمحے کی بات ہے۔ یہ انگلی اوپر اٹھائی اور کہا اعلیٰ رفیق جو سب سے بلند ساتھی ہے میری زندگی کا، ہمیشہ ہمیش کے لئے میرا دوست ہے جو سب سے بلند ہے اسی کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا اور جان دے دی۔ یہ آخری لمحے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے۔ وہ جو محمد رسول اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ کیسے بھلا سکتے ہیں اس بات کو۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے منہ کی پاکیزگی کا خیال نہ رکھیں تو ان کی محبت کے دعوے جھوٹے ہیں۔ فرمایا میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان یہ واقعہ گزرا۔ آپ کا سر میرے سینے سے لگا ہوا تھا۔(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاته)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اور اس کا جمعہ سے تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عید ہے۔ دو عیدیں تو سال میں آتی ہیں ایک عید سال کے بعد آیا کرتی ہے۔ ایک سال

گزرنے کے بعد عید کا چکر چلتا ہے۔ یہ جمعہ تو ہر ہفتہ ہونے والی عید ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا، یہ عید ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔ ایسی عید جو ہر ہفتہ آئے یہ اور دنیا میں کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی صرف مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔ پس جو کوئی جمعہ پر آئے اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کرنا اپنے لئے لازمی کرلو۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے لازمی کرلو سے مراد یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ کے دن لازمی کرلو وہ تو لازمی رہنی ہی چاہئے اس لئے جمعہ کے دن کم سے کم ایک دفعہ تو نہاؤ اور خوشبو لگاؤ اور مسواک کے متعلق تو میں توقع رکھتا ہوں کہ میری امت اسے ہمیشہ لازم کرلے گی۔ (سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيهاباب ما جاء في الزينة يو م الجمعة)

مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے متعلق بات کرتا ہوں کسی صحابی کی تو میرے منہ سے 'عرض کرنا' نکل جاتا ہے مگر یہاں فرمانا بھی درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں فرمایا ہمیں فرمایا ہے۔ پس عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ سے ایسی بو آئے جس سے کسی کو تکلیف ہو۔ (مسند احمد بن حنبل باقي مسندالانصار)۔ اس لئے آپ کے جو گوشے نرم تھے امت کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے اس میں یہ بھی ایک گوشہ تھا کہ کوئی شخص کسی وجہ سے آپ سے دور نہ ہٹ سکے اور اپنے کپڑوں کو سمیٹنا اسی مضمون کا ایک طبعی حصہ ہے۔ جب بھی کسی کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچے گی وہ پیچھے ہٹے گا مگر آپ کو تو حکم تھا کہ اپنے بدن سے چمٹائے رکھو ان سب کو۔ پس آپ ادنیٰ سی بھی تکلیف کا موجب نہیں بننا چاہتے تھے اور بو کے متعلق احتیاط اسی کے نتیجے میں تھی۔

ایک روایت صحیح بخاری سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں میں نے موٹا اور باریک ریشم آنحضرت ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ آنحضور ﷺ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلوے بھی نرم تھے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال تھا اس لئے جن لوگوں نے روایتوں میں یہ پڑھا ہوا تھا تو بعض دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پہچاننا چاہتے تھے کہ یہ واقعۃً محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا غلام ہے کہ نہیں اور ہتھیلیوں کو ہاتھ لگا لگا کے، مل مل کے اور تلووں کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ ایک صاحب نے کچھ زیادہ ہی اس میں شدت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہنس کے فرمایا کہ میرا امتحان نہ لو، مجھے پتہ ہے تم کیا کر رہے ہو لیکن وہ بعد میں بیان کرتے ہیں کہ بہت ہی ہم نے نرم اور گداز پایا ان دونوں چیزوں کو، ہتھیلیوں کو بھی اور پاؤں کے تلووں کو بھی۔

اور نہ ہی کوئی خوشبو آنحضور ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر سونگھی ہے (صحيح بخاری كتاب المناقب باب صفة النبي ﷺ)۔ بو کا تو سوال ہی نہیں۔ خوشبو کہتے ہیں ایسی اٹھتی تھی آپ کے بدن سے کہ اس سے بہتر میں نے زندگی بھر کوئی اور خوشبو نہیں سونگھی۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی اور آپ اپنے گھر کی طرف نکلے تو میں بھی

آپ کے ساتھ نکلا۔ کچھ بچے آپ کو ملنے لگے تو آپ باری باری ان کے رخسار پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ یہ سنت ہے رسول اللہ ﷺ کی اس لئے بعض لوگ شاید تعجب کرتے ہیں کیونکہ میں سارے بچوں کے کلّوں پر تھپکتا ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت ہے بچوں کے کلّوں کو تھپکایا کرتے تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ کا ہاتھ ٹھنڈا اور ایسا خوشبودار پایا جیسے آپ نے ابھی ابھی عطار کے عطردان سے نکالا ہو۔ ایسی خوشبو اٹھ رہی تھی ہاتھ سے اور وہ ٹھنڈا تھا یعنی بہت گرم جو تکلیف دہ گرم ہوتا ہے وہ بھی نہیں تھا لیکن ٹھنڈے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نرمی تھی اچھا لگتا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحة النبیؐ ولین مسه و التبرك بمسحه)۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پڑھ کے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور چونکہ آج خطبے کے تھوڑی دیر بعد ہی عصر کی نماز سے پہلے پہلے مجھے ایک سفر پر جانا ہے اسلئے آج بھی نمازیں جمع کی جائیں گی۔ یہ استثنائی صورت ہے جب سفر پر جانا ہو، امام نے سفر پر جانا ہو تو مقتدیوں کے لئے بھی نماز جمع کرنا جائز ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ "اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے"۔ اور جو لوگ بھی توبہ کرنا چاہتے ہیں وہ اس ظاہری پاکیزگی کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں یہ شرط ہے اور اس ظاہری پاکیزگی کے ساتھ دل کی طہارت بھی، دونوں اکٹھے ہونے چاہئیں۔ "ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے"۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷/ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں جو آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ"۔ اسی آیت کا حصہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ "کہ ہر ایک قسم کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ ہجر دور چلے جانے کو کہتے ہیں"۔ یہ مراد نہیں کہ پلیدی ہے تو اس کو اتار پھینکو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے نکتہ ہمیں سمجھایا ہے کہ دور چلے جاؤ پلیدی سے۔ پلیدی تمہیں دور سے بھی نہ چھو سکے یعنی اس کا کوئی بھی بداثر تم پر کسی طرح بھی نہ پڑ سکے۔ "ہجر دور چلے جانے کو کہتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوا کہ **روحانی پاکیزگی چاہنے والوں کے لئے ظاہری پاکیزگی اور صفائی بھی ضروری ہے**۔ کیوں؟ ایک قوت کا اثر دوسری پر اور ایک پہلو کا اثر دوسرے پر ہوتا ہے۔ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں **جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے**۔ پھر

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی پاکیزگی کی ممد اور معاون ہے "۔

پھر فرمایا "اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے"۔ پس جس کے لئے غربت کی وجہ سے نہانے کی سہولتیں حاصل نہ ہوں اور بہت بڑی دنیا میں ایسی تعداد ہے جہاں پانی کی بھی کمی ہے اور غربت بھی ہر روز نہانے کی راہ میں حائل ہوتی ہے ان کے لئے کم سے کم جمعہ کو نہانا فرض ہے۔ "ہر نماز میں وضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے"۔ بعض دفعہ اکٹھے ہو جائیں تو بعضوں کو کوئی بیماری بھی ہوتی ہے ان کے بدن سے بدبو اٹھتی ہے۔ فرمایا "عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت" یعنی زہر "اور عفونت سے روک ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۱۶۴)

اب کسی شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر یہ سوال اٹھایا اور ہمارے لئے بہت فائدے کا موجب ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ایک مسئلہ حل ہو گیا۔ کسی شخص نے کہا صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے، پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑے چونکہ عام طور پر فقیروں کے ہوتے ہیں اور میلے کچیلے بھی ہوتے ہیں اس لئے کسی صحابی نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے ان دو باتوں کو جوڑ دیا۔ صحابہ کے متعلق کہیں ذکر نہیں آیا کہ میلے کچیلے کپڑے ہوتے تھے۔ یہ ذکر موجود ہے کہ پیوند لگے ہوتے تھے تو اس زمانے کے فقیروں کو دیکھ کر اس نے از خود نتیجہ نکال لیا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "یہ جھوٹ ہے، میلے کچیلے ہونا اور بات ہے اور پیوند ہونا اور بات ہے"۔ غربت میں بھی پاکیزہ تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑوں کو بھی صاف رکھا کرتے تھے۔ "قرآن شریف میں آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُر پس پاک صاف رکھنا ضروری ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۰۲)۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔

پس آخری نصیحت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُر اپنے کپڑے صاف رکھ"۔ یہ احمدیوں کا شیوہ ہو جانا چاہئے۔ "بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو" یعنی اپنی گلیوں کو بھی صاف رکھو۔ "اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو" "اسے بھی صاف رکھو۔" "پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے۔

پس اس نصیحت کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور آخر پر ایک دفعہ پھر آپ کو یاد کراتا ہوں کہ **پاک اور صاف ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم**

پر درود پڑھنا بہت ضروری ہے ۔اور جب درود پڑھیں گے تو اپنے منہ کا بھی خیال رکھیں گے، اپنے بدن کا بھی خیال رکھیں گے کیونکہ بعض لوگوں کے منہ سے ایسی بدبو آتی ہے کہ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جب یہ بدبو آتی ہے تو پھر تم درود نہیں پڑھ سکتے خدا کے فرشتے بھی دور بھاگتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ منہ سے خوشبو کی لپٹیں اٹھیں۔ منہ صاف اور پاک رہے پھر درود کا مزہ آئے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھے تو **مُحَرَّم کے خیال سے خصوصیت کے ساتھ محمد رسول اللہﷺ اور آپؐ کی آل پر درود پڑھیں جو محمد رسول اللہ ﷺکی طرف منسوب ہونے کے نتیجے میں ظلموں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اوربڑے دکھ اٹھائے ہیں انہوں نے مگر اپنے مسلک سے پیچھے نہیں ہٹے۔**

پس آپ بھی مُحَرَّم سے یہ سبق سیکھیں۔ آپ کی راہ میں بھی کانٹے بچھائے جائیں گے ، آپ کی راہ بھی دکھوں کی راہ ہے ، تکلیفوں کی راہ ہے۔ اپنے مظلوم بھائیوں کوبھی اپنی دعائوں میں یادرکھیں جو اس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اوراس بات سے خدا کاشکر کریں کہ آپ کی مماثلت ظلم کرنے والوں سے نہیں بلکہ مظلوموں سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ ظلم کا دور بھی جلدی کاٹ دے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ہمیں نجات بخشے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجنے کے نتیجے میں یہ بات زیادہ قرین قیاس ہو جائے گی۔

اس کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور چونکہ آج سفر پہ بھی جانا ہے اس لئے یہ چند منٹ پہلے ختم ہونا خطبہ کا ناگوار نہ گزرے۔ میں نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ میں خطبہ کو کبھی اب تکلف سے کھینچ کر لمبا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ جتنا سہولت سے ہوگا اتنا ہی بیان کیا کروں گا۔

❁❁❁❁..........❁❁❁❁

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی

اطباء اور ڈاکٹروں کے لئے زریں ہدایات

(ملک محمد داؤد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علم ادیان کے فتح نصیب جرنیل تو تھے ہی، علم الابدان پر بھی آپ کو پوری دسترس تھی۔ بے انتہا دینی مصروفیات کے باوجود جسمانی شفا کا آپ کو کس قدر خیال تھا اس کی ایک جھلک حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"بعض اوقات دوا پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرزا جی جرا بوا کھولو تاں"۔ (یعنی مرزا صاحب ذرا دروازہ تو کھولیں۔ ناقل) حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے۔ اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کو ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر کھڑی ہوتی ہے اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔ ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں۔ جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ **یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔** یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا **یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہ ہونا چاہئے**"۔

(حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ سیرت مسیح موعود صفحہ ۲۰، ۲۱۔ مطبع سٹیم پریس قادیان۔ بار سوم ۲۱/اپریل ۱۹۳۵ء پرنٹر چوہدری اللہ بخش)

ایک عظیم روحانی راہنما ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک حاذق طبیب بھی تھے۔ آپ نے علم ادیان کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ علم الابدان کے بارہ میں بھی ماہرانہ ہدایات و نصائح فرمائی ہیں جس کی ایک جھلک درج ذیل اقتباسات میں پیش کی جارہی ہے۔

☆......☆......☆

خدا کا خانہ خالی رکھو

طاعون اور ہیضہ وغیرہ وباؤں کا ذکر تھا فرمایا:

"بدقسمت ہے وہ انسان کہ ان بلاؤں سے بچنے کے واسطے سائنس، طبی یا ڈاکٹروں وغیرہ کی طرف توجہ کر کے سامان تلاش کرتا ہے اور خوش قسمت ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے اور کون ہے جو بجز خدا تعالیٰ کے ان آفات سے پناہ دے سکتا ہو؟ اصل میں یہ لوگ جو فلسفی طبع یا سائنس کے دلدادہ ہیں ایسی مشکلات کے وقت ایک قسم کی تسلی اور اطمینان پانے کے واسطے بعض دلائل تلاش کر لیتے ہیں اور اس طرح سے ان وباؤں کے اصل بواعث اور اغراض سے محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے پھر بھی غافل ہی رہتے ہیں۔ **ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنے ہی علم کو کافی نہ سمجھیں بلکہ خدا کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کر دیا کریں** کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے کہ بعض ایسے مریض ہیں جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے ان کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک ان کی موت کے کوئی آثار نہیں نظر آتے خدا قبل از وقت ان کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔ اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آجاتا ہے۔

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ موحد اور خدا پرست قوم تھی انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھوالشافی لکھنا شروع کر دیا۔ ہم نے اطباء کے حالات پڑھے ہیں۔ **علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے**۔ پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا کیونکہ بعض امراض ایسے اَدَق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پس مسلمان اطباء نے ایسی دقتوں کے واسطے لکھا ہے کہ

دعاؤں سے کام لے۔ **مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس پرمرض کی اصلیت کھول دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔**

پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر صرف اپنے علم اور تجربہ کی بناپر جتنا بڑا دعویٰ کرے گا اتنی ہی بڑی شکست کھائے گا۔ مسلمانوں کو توحید کا فخر ہے۔ توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتاً اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دے دو کہ واقعی تم موحد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے خوشی کے وقت الحمدللہ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی تو بہائم کی زندگی ہوتی ہے اور وہ تسلی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ حقیقی راحت اور تسلی انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد پنجم طبع جدید۔ صفحہ ۶۱۲، ۶۱۳)

☆......☆......☆

طبیب اپنے بیماروں کے واسطے دعا کریں

فرمایا:

"طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے۔ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو کہ مؤثرِ حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہئے کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے"۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید صفحہ ۵۳، ۵۴)

☆......☆......☆

دعا کے نتیجہ میں امراض سے شفا

فرمایا کہ:

"بیماریوں میں جہاں قضا مبرم ہوتی ہے وہاں تو کسی کی پیش ہی نہیں جاتی اور جہاں ایسی نہیں وہاں البتہ بہت سی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ جواب بھی دے دیتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشابہ مبرم ہوتی ہے اس کے ٹلا دینے پر بھی خدا تعالیٰ قادر ہے۔ یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ تحقیقات بھی کام نہیں دیتیں اور ڈاکٹر بھی لاعلاج بتا دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل کی یہ علامت ہوتی ہے کہ بہتر سامان پیدا ہو جاویں اور حالت دن بدن اچھی ہوتی جاوے ورنہ بصورت دیگر حالت مریض کی دن بدن ردی ہوتی جاتی ہے اور سامان ہی کچھ ایسے پیدا ہونے لگتے ہیں کہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتویٰ دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے۔ ان کے واسطے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے گویا کہ مردہ زندہ ہونے والی بات ہوتی ہے"۔

(ملفوظات جلد ۵ طبع جدید ص ۵۳۷)

☆......☆......☆

معالج کے لئے ضروری صفات

ایک صاحب گھر میں آئے۔ طب کا ذکر شروع ہوا۔ فرمایا کہ:

"طبیب میں علاوہ علم کے جو اس کے پیشہ کے متعلق ہے ایک صفت نیکی اور تقویٰ بھی ہونی چاہئے ورنہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا۔ ہمارے پچھلے لوگوں میں اس کا خیال تھا۔ اور لکھتے ہیں کہ جب نبض پر ہاتھ رکھے تو یہ بھی کہے "سُبْحَانَكَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا"۔ (البقرۃ:۳۳) یعنی اے خداوند بزرگ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تو نے سکھایا۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید ص ۱۸۱)

ہمدردی اور احتیاط

سوال ہوا کہ طاعون کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے ایسی صورت میں طبیب کے واسطے کیا حکم ہے۔ فرمایا:

"طبیب اور ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ علاج معالجہ کرے اور ہمدردی دکھائے لیکن اپنا بچاؤ رکھے۔ بیمار کے بہت قریب جانا اور مکان کے اندر جانا اس کے واسطے ضروری نہیں ہے وہ حال معلوم کر کے مشورہ دے۔ ایسا ہی خدمت کرنے والوں کے واسطے بھی ضروری ہے کہ اپنا بچاؤ بھی رکھیں اور بیمار کی ہمدردی بھی کریں"۔

(ملفوظات جلد ۵، طبع جدید ص ۱۹۲)

ڈاکٹروں کے لئے عبرت کے مواقع

مختلف بیماریوں کا ذکر تھا۔ فرمایا:

"ڈاکٹروں کے واسطے عبرت کے نظاروں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بہت موقعہ ہوتا ہے۔ قسما قسم کے بیمار آتے ہیں۔ بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جاتے ہیں، بعض کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ شدت بیماری کے سبب **لامن الاحیاء ولامن الاموات**، نہ زندوں میں داخل نہ مُردوں

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

ربوہ

مرتبہ: عطیہ عارف صاحبہ

لجنہ اماء اللہ لاہور نے ربوہ کے قیام کے 50 سال پورے ہونے کے موقع پر یہ کتاب شائع کی ہے۔ مرتبہ مکرمہ عطیہ عارف صاحبہ پیش لفظ میں لکھتی ہیں "میں نے کوشش کی ہے کہ اس بستی کی آبادکاری کا نظارہ لفظوں میں دکھاؤں تا پڑھنے والے تصور کی آنکھ سے دیکھ کر اندازہ لگا سکیں کہ واقعی خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل شامل حال ہو تو ناممکن کام بھی ممکن بن سکتا ہے۔"

عرض حال میں مکرمہ امتہ الشکور صاحبہ نائبہ سیکرٹری اشاعت لجنہ لاہور نے لکھا 'اس شہر بے مثال ربوہ کی تعمیر کے دوران جماعت احمدیہ کن مشکلات سے گزری اور بلحاظ تعمیر اور عام تعلیم اس کو مکمل شہر بننے میں کن مراحل سے گزرنا پڑا ان امور کا مختصر سا خاکہ مصنفہ کتاب ہذا محترمہ عطیہ عارف صاحبہ نے اس کتاب میں پیش کیا ہے۔"

اس کتاب میں مصنفہ نے ربوہ کی تعمیر کی ابتدائی تقریب 20 ستمبر 1948ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعائیں۔ میٹھے پانی کا الہام الٰہی کے ذریعے حصول' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ربوہ میں قیام کے لئے تشریف آوری 19۔ ستمبر 1949ء ابتدائی طور پر کچے مکانات میں رہائش' پہلی بیت' بیت المبارک کا سنگ بنیاد 13۔ اکتوبر 1949ء بیت اقصیٰ کی تعمیر 1966ء ریلوے اسٹیشن کا قیام 3۔ مارچ 1949ء کچی بارک میں فضل عمر ہسپتال کا قیام 12۔ اپریل 1949ء۔ لنگر خانہ کا قیام پھر اس کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد 1964ء۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذاتی کوٹھی کی بنیاد 30۔ مئی 1950ء پہلے تعلیمی ادارے ٹی آئی ہائی سکول کی تعمیر کا آغاز 31۔ مئی 1950ء' ذیلی تنظیموں کے دفاتر کی تعمیر' دارالاقامہ' بیوت الحمد کالونی کی تعمیر کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

ربوہ کی تعمیر کے موقع پر روزنامہ سفینہ کی 18۔ نومبر 1948ء کے شمارہ میں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کے قیام پر ان کے تعریفی تاثرات بھی درج کئے گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تعمیر ربوہ کے بارے میں جو ایمان افروز ارشادات بیان فرمائے وہ بھی کتاب میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ربوہ کا پہلا عشرہ' کچی عمارت میں قائم ہونے والا پوسٹ آفس 14۔ جنوری 1949ء' پہلا ٹیلی فون کنکشن 21۔ مئی 1951ء ربوہ میں بجلی آنے کا سن 1954ء ہے جب بیت مبارک میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پہلا بلب روشن کیا۔

ربوہ کے اطراف میں سیلاب آنے پر 1955ء میں اہل ربوہ کا امدادی کام اور اس پر پشاور کے ہفت روزہ قلندر کی تحریر' پہلی پولیس چوکی کا قیام 1958ء' پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد اپریل 1948ء اور ابتدائی جلسوں کی ایک جھلک ہفت روزہ اقدام کے 5۔ جنوری 1953ء کے حوالے سے' بہشتی مقبرہ کا قیام اور پہلی قبر' تعلیم الاسلام کالج کا قیام 7۔ نومبر 1954ء پہلے زنانہ کالج جامعہ نصرت کا قیام 1951ء' ربوہ میں پریس کا قیام 1954ء اور ربوہ سے الفضل کی اشاعت کا آغاز پہلا پرچہ 31۔ دسمبر 1954ء کو شائع ہوا۔ خلافت لائبریری کی جدید عمارت کی تعمیر 1970ء' ذیلی تنظیموں کے اجتماعات' جدید طرز کے سوئمنگ پول کا سنگ بنیاد 1984ء میں رکھا گیا۔ گلشن احمد نرسری کا افتتاح 1984ء میں عمل میں آیا' خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر 1983ء'

غرضیکہ یہ مختصر سی کتاب جو 34 صفحات پر مشتمل ہے اس بستی کی ساری تاریخ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ محترمہ عطیہ عارف کا طرز تحریر نہایت دلکش اور رواں دواں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین کتابت کمپیوٹر کی ہے اور طباعت بڑی دلکش ہے۔ یہ کتاب گلیکسی فور پرنٹرز نے شائع کی ہے اور ناشر ہیں عامر مشہود صاحب۔

صفحہ ۱۶ سے آگے

میں۔ لیکن ایسے نظاروں کو کثرت کے ساتھ دیکھنے سے سخت دلی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور ضروری بھی ہے کیونکہ نرم دل اور رقیق القلب ایسا کام نہیں کر سکتا کیونکہ سرجری کا کام بہت حوصلے کا کام ہے۔

(ملفوظات جلد ۵ طبع جدید ص ۳۸۰)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۱۲/اپریل ۱۹۹۹ء)